[1999] سپریم کورٹ رپوٹس 2.S.C.R

از عدالت عظمی

اسٹیٹ بینک آف بیکانر اور جے پور

بنام

ایم/ایس بلابھ داس اور کمپنی اور دیگران

15 ستمبر 1999

[جی ٹی ناناوتی اور ایس این پھکن، جسٹسز]

بینکوں اور مالیاتی اداروں کے واجب الادا قرضوں کی وصولی ایکٹ، 1993

دفعہ 2(اے)، 17,18,31 اور 34 – واجب الادا قرضوں کی وصولی – سامان کی برآمد کے لیے بینک سے ادھار لی گئی رقم – کسی بھی نقصان کے خلاف بینک کے حق میں بیمہ کور – بینک کو برآمدی دستاویزات کی فراہمی – بیمہ کور جس میں یہ شرط لگائی گئی ہو کہ بینک کو برآمدی دستاویز کی فراہمی، برآمد کنندہ کی دفعات سے ادائیگی سمجھی جائے گی – غیر ملکی خریدار کی دفعات سے ادائیگی میں کوتاہی – برآمد کنندہ کی ذمہ داری – کیا اسے خارج کر دیا گیا؟ منعقد، نہیں، برآمدی دستاویز کی فراہمی کے باوجود، بنیادی مقروض کے طور پر برآمد کنندگان کی ذمہ داری برقرار ہے۔

دفعات 17,18,31 اور 34 – واجب الادا قرضوں کی وصولی کے لیے مقدمہ – قرضوں کی وصولی ٹریبونل کی تشکیل – زیر التواء مقدمات کی منتقلی – دائرہ کار – منعقد، منتقلی قانون کے عمل کے ذریعے خودکار ہے – منتقلی کے لیے کسی بھی درخواست کو ٹریبونل کے مقدمات کے ریکارڈ کو آگے بڑھانے کے لیے درخواست کے طور پر مانا جائے گا۔

الفاظ اور جملے

قرض – بینکوں اور مالیاتی اداروں کے واجب الادا قرضوں کی وصولی ایکٹ، 1993 کے دفعہ 2(جی) کے تناظر میں قرض کا مطلب اور دائرہ کار۔

برآمدات جمع سہولت کے تحت مدعا علیہ کمپنی بعض اشیا کی پری شپمنٹ اور پورٹ شپمنٹ برآمد کے خلاف وقتا فوقتا اپیل کنندہ بینک سے پیشگی رقم حاصل کر رہی تھی۔ غیر ملکی خریداروں کی طرف سے ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے ہونے والے کسی بھی نقصان کے خلاف بینک کا بیمہ کیا گیا تھا۔ بیمہ کا احاطہ جس میں یہ شرط لگائی گئی ہو کہ برآمدی دستاویزات کی فراہمی کو جواب دہندگان کی طرف سے بینک کو ادائیگی سمجھا جائے گا۔ خریدار سے ادائیگی میں کوتاہی ہونے پر، اپیل کنندہ بینک نے واجبات کی وصولی کے لیے مدعا علیہ کے خلاف مقدمہ دائر

کیا۔مقدمات کے زیر التواء ہونے کے دوران، صدارتی اعلان کے ذریعے بینکوں اور مالیاتی اداروں کے واجب الادا قرضوں کی وصولی ایکٹ، 1993 نافذ ہوا اور اس ایکٹ کے تحت قرضوں کی وصولی ٹریبونل تشکیل دیا گیا۔ٹرائل کورٹ نے مقدمات کو قرضوں کی وصولی ٹریبونل میں منتقل کرنے کی درخواست کی اجازت دے دی۔تاہم، نظر ثانی پر، عدالت عالیہ نے ٹرائل کورٹ کے اس حکم کو خارج کر دیا جس میں کہا گیا تھا کہ آیا دعوی کی گئی رقوم ایکٹ کی دفعہ 2(جی) کے تحت قرض کی اصطلاح کے معنی میں آتی ہیں اور آیا دعوی کی گئی رقوم قانونی طور پر وصولی کے قابل ہیں یا نہیں، یہ ثبوت ریکارڈ کرنے کے بعد طے کیے جانے والے حقائق کا سوال تھا اور جب تک ان حقائق کا فیصلہ نہیں ہوتا، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ایکٹ سوٹ پر لاگو ہوتا ہے۔اس لیے موجودہ اپیلیں۔

اپیلوں کی اجازت دینا، اور عدالت عالیہ کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہوئے، عدالت

منعقد۔ 1:1۔عدالت عالیہ نے یہ فیصلہ دیتے ہوئے غلطی کی کہ بینک کی طرف سے کی گئی درخواستیں قبل از وقت تھیں اور جب تک عدالت یہ فیصلہ نہیں کرتی کہ رقوم ابھی بھی واجب الادا ہیں اور بینک کو قابل ادائیگی ہیں، انہیں بینکوں اور مالیاتی اداروں کے واجب الادا قرضوں کی وصولی کے مقدمے کے طور پر نہیں مانا جا سکتا جیسا کہ ریکوری آف ڈیٹس ٹو بینک اینڈ فنانشل انسٹی ٹیوشنز ایکٹ، 1993 میں غور کیا گیا ہے اور اس لیے انہیں ٹریبونل میں منتقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔[472–سی–ڈی]

1.2۔ایکٹ کے دفعہ 2(جی) کے تحت قرض کی اصطلاح کا مطلب ہے ذمہ داری جو کسی بینک یا مالیاتی ادارے یا مالیاتی اداروں کے بینکوں کے کنسورشیم کے ذریعہ کسی شخص کی طرف سے واجب الادا ہے۔یہ بینک یا مالیاتی اداروں یا کنسورشیم کی طرف سے فی الحال نافذ کسی بھی قانون کے تحت کی جانے والی کسی بھی کاروباری سرگرمی کے دوران پیدا ہونا چاہیے تھا۔خارج کی جانے والی ذمہ داری نقد یا دوسری صورت میں ہو سکتی ہے۔اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کہ آیا ذمہ داری محفوظ ہے یا غیر محفوظ ہے یا یہ کسی ڈگری یا کسی سول کورٹ کے حکم کے تحت قابل ادائیگی ہے یا نہیں۔تاہم، یہ اس تاریخ کو موجود اور قانونی طور پر وصولی کے قابل ہونا چاہیے جس تاریخ کو اس کی وصولی کے لیے کارروائی شروع کی جاتی ہے۔عدالت عالیہ نے "مبینہ طور پر واجب الادا" کی تعریف کے اہم الفاظ کو نظر انداز کر دیا ہے اور اس لیے اس نے غلطی سے فیصلہ دیا ہے کہ جب تک بینک کی طرف سے دعوی کی گئی رقوم کا تعین یا فیصلہ کسی مجاز فورم کے ذریعے نہیں کیا جاتا انہیں واجب الادا نہیں کہا جا سکتا اور یہ ایکٹ کے تحت "قرض" کے مترادف نہیں ہوگا۔[E-F-G–470]

2۔جواب دہندگان کو برآمدات کرنے کے مقصد سے ادھار لی گئی رقم کی ادائیگی کی ذمہ داری سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا تھا اگر ان اشیا کا غیر ملکی خریداران اشیا کے سلسلے میں قابل ادائیگی رقم کی بینک کو ادائیگی نہیں کرتا ہے۔اگرچہ بیمہ/گارنٹی کے تحت بیمہ کنندہ/ضامن ممکنہ طور پر بیمہ شدہ کو سامان کی برآمد کے دستاویزات فراہم کرنے والے برآمد کنندگان پر بیمہ شدہ کے لیے اپنی ذمہ داری سے فارغ ہو جائے گا، لیکن پہلی نظر میں، اصل مقروض اب بھی برقرار رہے گا۔اس طرح، ذمہ داری کے لیے اس پیشگی تقاضے کو بھی قرض کہا جانا چاہیے جیسا کہ ایکٹ کے ذریعے تصور کیا گیا ہے کہ بینک کی طرف سے دائر کیے گئے مقدمات کو پورا کرنے کے بعد عدالت عالیہ کو قرضوں کی وصولی کے لیے کارروائی کے طور پر ماننا چاہیے تھا۔[A-B-C–472؛H–471]

3۔عدالت عالیہ کو اس بات کی تعریف کرنی چاہیے تھی کہ اپیل کنندہ بینک نے سوٹ شکایات میں الزام لگایا ہے کہ مدعا علیہان نے

دعویٰ میں مذکور بلوں کے تحت برآمد شدہ سامان کے لیے رقم ادھار لی تھی اور بلوں کے تحت قابل ادائیگی رقم غیر ملکی خریدار نے فریقین کے درمیان قرارداد کے تحت بینک کو ادا نہیں کی ہے اور اس لیے وہ بقایا ہیں۔ یہ میدانوں میں ظاہر کی گئی بنا نالش ہے۔ ظاہر ہے، اگر بنا نالش یہ سبب ٹریبونل کے قیام کے بعد پیدا ہوا ہوتا تو اس صورت میں بینک کو ٹریبونل کے سامنے بقایا واجبات کی وصولی کے لیے درخواست دائر کرنے کی ضرورت ہوتی نہ کہ سول کورٹ میں اور دفعہ 18 کے تحت بنائی گئی بار بھی لاگو ہوتی۔ چونکہ ٹریبونل کے قیام سے پہلے بینک کی طرف سے سوٹ دائر کیے گئے تھے اور جب ٹریبونل ایکٹ کے تحت قائم ہوا تو سول کورٹ میں زیر التوا تھے، اس لیے سیکشن 31 ان دعویٰ پر لاگو ہوا اور انہیں ٹریبونل کے قیام کی تاریخ سے ٹریبونل میں منتقل کیا جانا چاہیے۔ ایکٹ کی دفعہ 31 یہ واضح کرتی ہے کہ منتقلی قانون کے عمل کی وجہ سے خودکار ہے اور اس لیے بینک کو واقعی درخواستیں دائر کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ان درخواستوں کو واقعی مقدمات کے ریکارڈ کو ٹریبونل کو بھیجنے کے لیے درخواستوں کے طور پر سمجھا جانا چاہیے تھا۔ اس طرح ٹرائل کورٹ نے قانون کی صحیح پوزیشن کو صحیح طریقے سے سمجھا اور ان درخواستوں پر درست احکامات جاری کیے۔ عدالت عالیہ نے قانون کے بارے میں غلط نظریہ اختیار کیا اور ٹرائل کورٹ کے ذریعے منظور کردہ احکامات کو غلط طریقے سے کالعدم قرار دے دیا۔ [B-C-D-E—471]

دیوانی اپلیٹ دائرہ اختیار 1999: کا دیوانی اپیل نمبر 5069—5070۔

1995 کے S.B.C.R نمبر 669 میں راجستھان عدالت عالیہ کے 3.1.97 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے دشینت دیو اور انیل کمار سنگال

جواب دہندگان کے لیے اے کے سنگھی، اے پی دھمیجا اور سشیل کمار جین

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

جی۔ ٹی۔ ناناوتی، جسٹس۔ اجازت دی گئی۔ فریقین کے لیے فاضل وکلاء کو سنا۔

اپیل کنندہ بینک نے دو دیوانی دعویٰ دائر کیے—ایک بلبھ داس اینڈ سنز اور اس کے شراکت داروں کے خلاف اور دوسرا بلبھ داس اینڈ کمپنی اور اس کے شراکت داروں کے خلاف—جے پور کے ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں بالترتیب 7546921 روپے اور 5636200 روپے کے واجبات کی وصولی کے لیے 24.3.83 اور 2.7.84 پر۔ مقدمات کے زیر التواء ہونے کے دوران، بینکوں اور مالیاتی اداروں کے واجب الادا قرضوں کی وصولی آرڈیننس، 1993 کو صدر ہند نے 24.6.1993 پر جاری کیا تھا۔ اس کی جگہ بینکوں اور مالیاتی اداروں کے واجب الادا قرضوں کی وصولی ایکٹ، 1993 (مختصر طور پر ایکٹ کہا جاتا ہے) نے لے لی۔ جے پور میں ایکٹ کے تحت قرضوں کی وصولی ٹریبونل کی تشکیل کے بعد، اپیل گزاروں نے 20.9.94 پر عدالت میں دو درخواستیں کیں تاکہ دونوں مقدمات کو قرضوں کی وصولی ٹریبونل میں منتقل کیا جا سکے۔ عدالت نے دو الگ الگ احکامات کے ذریعے درخواستوں کی اجازت دی اور ان مقدمات کو جے پور کے قرضوں کی وصولی ٹریبونل میں منتقل کرنے کی ہدایت کی لیکن 1988

کے دیوانی دعویٰ نمبر 152 میں مدعا علیہان کی طرف سے دائر جوابی دعوے کو برقرار رکھا۔

ان احکامات سے ناراض ہو کر جواب دہندگان نے راجستھان عدالت عالیہ کے سامنے دو نظر ثانی کی درخواستیں (1995 کا 669اور 1995 کا670) دائر کیں۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ یہ سوال کہ آیا مقدمہ میں دعوی کی گئی رقوم قانونی طور پر وصولی کے قابل ہیں یا نہیں، حقیقت کا سوال ہے اور ثبوت ریکارڈ کرنے کے بعد ہی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ اس نے مزید کہا کہ آیا دعوی کی گئی رقوم ایکٹ کی دفعہ 2(جی) کے مطابق قرض کی اصطلاح کے معنی میں آتی ہیں یا نہیں، یہ بھی حقیقت کا سوال ہے اور جب تک عدالت ان حقائق کا فیصلہ نہیں کرتی، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ایکٹ توضیعات جے پور میں ٹریبونل کے قیام کی تاریخ سے اور اس تاریخ سے مقدمات پر لاگو ہو گئی ہیں۔ اس نے یہ بھی مؤقف اختیار کیا کہ 1988 کا دیوانی دعویٰ نمبر 152 جس میں جوابی دعوی دائر کیا گیا ہے اسے ٹریبونل میں منتقل نہیں کیا جا سکتا تھا، کیونکہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر 8 قاعدہ 6 سی کے تحت جوابی دعوے کو خارج کرنے کے لیے کوئی درخواست نہیں کی گئی تھی اور اس وجہ سے بھی کہ مسائل کی تشکیل کے بعد ایسی کوئی درخواست نہیں کی جا سکتی تھی۔ اس نظریے کو اپناتے ہوئے عدالت عالیہ نے نظر ثانی کی درخواستوں اور ایک مشترکہ فیصلے کے ذریعے ضلعی عدالت کے ذریعے منظور کردہ احکامات کو کالعدم قرار دیتے ہوئے دونوں کی اجازت دی۔

عدالت عالیہ کے فیصلے سے ناراض اپیل کنندہ بینک نے یہ اپیلیں دائر کی ہیں۔ بینک کے فاضل وکیل مسٹر ڈیو نے دعوی کیا کہ عدالت عالیہ نے یہ مشاہدہ کرتے ہوئے ضلعی عدالت کو غلط تنقید کا نشانہ بنایا ہے کہ اس نے قانون توضیعات کو نظر انداز کیا ہے۔ اس کے جمع کرانے میں یہ واقعی عدالت عالیہ ہے جس نے ایکٹ کی متعلقہ توضیعات نظر انداز کیا ہے اور غلطی سے نظر ثانی کی درخواستوں کی اجازت دی ہے۔ انہوں نے پیش کیا کہ مقدمات مبینہ طور پر واجب الادا قرضوں کی وصولی کے لیے کارروائی ہونے کی وجہ سے، سول کورٹ کے پاس خوبیوں کی بنیاد پر ان سے نمٹنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں رہا۔

یہ تنازعہ میں نہیں ہے کہ مدعا علیہان، اپیل کنندہ بینک کے ساتھ برآمدات کا جمع کی سہولت کے تحت، قیمتی پتھروں، زیورات، ہیروں وغیرہ کی شپمنٹ سے پہلے اور شپمنٹ کے بعد کی برآمدات کے خلاف وقتاً فوقتاً اپیل کنندہ بینک سے پیشگی رقم حاصل کر رہے تھے۔ یہ بھی تنازعہ میں نہیں ہے کہ غیر ملکی خریداروں نے دونوں سوٹ میں مذکور بلوں کی بینک کو ادائیگی نہیں کی تھی۔ جواب دہندگان کا دفاع یہ ہے کہ برآمدات کا جمع گارنٹی کارپوریشن سے بینک کے کہنے پر حاصل کردہ بیمہ کور کے تحت، بینک کا بیمہ غیر ملکی خریداروں سے رقم کی وصولی نہ ہونے کی وجہ سے ہونے والے کسی بھی نقصان کے خلاف کیا جاتا ہے اور جواب دہندگان کی طرف سے سامان کی برآمد کے دستاویزات کی بینک میں ترسیل پر جس کے لیے جمع دیا گیا تھا یا پیشگی رقم دی گئی تھی، جواب دہندگان کی طرف سے بینک کو کی گئی ادائیگی سمجھی جانی چاہیے۔ جواب دہندگان نے مقدمے کے لین دین کے حوالے سے دستاویزات بینک کو پہنچائی تھیں اور اس لیے ان دستاویزات میں مذکور رقوم کو بینک کو ادا کیا سمجھا جانا چاہیے۔ لیکن یہ حقیقت کہ دونوں مقدمات کے تحت دعوی کی گئی رقوم بینک کو موصول نہیں ہوئی ہیں اور اب بھی بقایا ہیں، تنازعہ میں نہیں ہے جیسا کہ جوابی بیان حلفی کے پیراگراف 4 اور 5 میں جواب دہندگان کی طرف سے کیے گئے اعترافات سے دیکھا جا سکتا ہے۔

غور کے لیے جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا ان حقائق کے پیش نظر مقدمات میں بینک کی طرف سے دعوی کی گئی رقوم کو جواب

دہندگان سے بینک کی طرف سے واجب الادا اور وصولی کے قابل کہا جا سکتا ہے۔ ایکٹ کے سیکشن 2(جی) میں قرض کی اصطلاح کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے:

"" قرض سے مراد کوئی بھی ذمہ داری ہے جو کسی بھی شخص سے نقد یا دوسری صورت میں بینک کی طرف سے واجب الادا ہے، چاہے وہ محفوظ ہو یا غیر محفوظ، یا چاہے وہ کسی سول کورٹ کے ڈگری یا حکم کے تحت قابل ادائیگی ہو یا دوسری صورت میں اور درخواست کی تاریخ پر موجود ہو، اور قانونی طور پر قابل وصولی ہو۔

ایکٹ کے دفعہ 17 میں کہا گیا ہے کہ ٹریبونل متعین تاریخ سے اس دائرہ اختیار، اختیارات اور اختیار کا استعمال کرے گا کہ وہ ایسے بینکوں اور مالیاتی اداروں کے واجب الادا قرضوں کی وصولی کے لیے بینکوں اور مالیاتی اداروں کی درخواستوں پر غور کرے اور ان کا فیصلہ کرے۔ دفعہ 18 نے ایک رکاوٹ پیدا کی ہے کہ اس کے بعد کوئی بھی عدالت یا دیگر اتھارٹی دفعہ 17 میں بیان کردہ معاملات کے سلسلے میں کسی بھی دائرہ اختیار، اختیارات یا اختیار (سوائے عدالت عظمیٰ، اور آئین کے آرٹیکل 226 اور 227 کے تحت دائرہ اختیار استعمال کرنے والی عدالت عالیہ کے) کا استعمال نہیں کر سکتی۔ زیر التواء مقدمات کے سلسلے میں دفعہ 31 درج ذیل فراہم کرتی ہے :

" زیر التواء مقدمات کی منتقلی – (1) اس ایکٹ کے تحت ٹریبونل کے قیام کی تاریخ سے فوراً پہلے کسی بھی عدالت کے سامنے زیر التواء ہر مقدمہ یا دیگر کارروائی، جو مقدمہ یا بنا نالش ہے جس پر یہ مبنی ہے، اس طرح کی ہوتی ہے کہ اگر یہ اس طرح کے ادارے کے بعد اس طرح کے ٹریبونل کے دائرہ اختیار میں پیدا ہوا ہوتا، تو اس تاریخ کو اس طرح کے ٹریبونل کو منتقل کر دیا جاتا۔

بشرطیکہ اس ذیلی دفعہ میں کچھ بھی کسی عدالت کے سامنے زیر التواء کسی اپیل پر لاگو نہیں ہوگا

(2) جہاں کوئی مقدمہ یا دیگر کارروائی ذیلی دفعہ (1) کے تحت کسی عدالت سے ٹریبونل میں منتقل ہو جاتی ہے،

(a) عدالت، اس طرح کی منتقلی کے بعد جتنی جلدی ہو سکے، اس طرح کے مقدمے یا دیگر کارروائی کے ریکارڈ کو ٹریبونل کو بھیجے گی؛ اور

(b) ٹریبونل، اس طرح کے ریکارڈ کی وصولی پر، اس طرح کے مقدمے یا دیگر کارروائی سے، جہاں تک ہو سکے، اسی طریقے سے نمٹ سکتا ہے جس طرح دفعہ 19 کے تحت کی گئی درخواست کے معاملے میں اس مرحلے سے جو اس طرح کی منتقلی سے پہلے پہنچا تھا یا ڈی نو وو کے کسی ابتدائی مرحلے سے جو ٹریبونل مناسب سمجھے۔

دفعہ 34 ایکٹ کو یہ نافذ کر کے ایک غالب اثر دیتی ہے کہ ایکٹ اس وقت نافذ کسی دوسرے قانون میں یا کسی قانون کی وجہ سے اثر انداز ہونے والے کسی بھی دستاویز میں موجود کسی بھی متضاد چیز کے باوجود اثر انداز ہوگا۔

تعریف کے مطابق، قرض کی اصطلاح کا مطلب ذمہ داری ہے جو کسی بینک یا مالیاتی ادارے یا بینکوں یا مالیاتی اداروں کے کنسورشیم کے

ذریعہ کسی شخص سے واجب الادا ہے۔ یہ بینک یا مالیاتی ادارے یا کنسورشیم کی طرف سے فی الحال نافذ کسی قانون کے تحت کی جانے والی کسی بھی کاروباری سرگرمی کے دوران پیدا ہونا چاہیے تھا۔ خارج کی جانے والی ذمہ داری نقد یا دوسری صورت میں ہو سکتی ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کہ آیا ذمہ داری محفوظ ہے یا غیر محفوظ ہے یا یہ کسی ڈگری یا کسی سول کورٹ کے حکم کے تحت قابل ادائیگی ہے یا نہیں۔ تاہم، یہ اس تاریخ کو موجود اور قانونی طور پر وصولی کے قابل ہونا چاہیے جس تاریخ کو اس کی وصولی کے لیے کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

عدالت عالیہ نے "مبینہ طور پر واجب الادا" کی تعریف کے اہم الفاظ کو نظر انداز کر دیا ہے اور اس لیے اس نے غلطی سے فیصلہ دیا ہے کہ جب تک بینک کی طرف سے دعوی کی گئی رقوم کا تعین یا فیصلہ کسی مجاز فورم کے ذریعے نہیں کیا جاتا انہیں واجب الادا نہیں کہا جا سکتا اور یہ ایکٹ کے تحت "قرض" کے مترادف نہیں ہوگا۔ عدالت عالیہ کے لیے جس چیز پر غور کرنا ضروری تھا وہ یہ تھا کہ آیا بینک پر مقدمات میں یہ الزام لگایا گیا تھا کہ مدعا علیہان کی طرف سے رقم بینک کی واجب الادا ہے، کہ مدعا علیہان کی ذمہ داری اس کی کاروباری سرگرمی کے دوران پیدا ہوئی ہے، کہ مذکورہ ذمہ داری اب بھی موجود ہے اور قانونی طور پر وصولی کے قابل ہے۔

عدالت عالیہ کو اس بات کی تعریف کرنی چاہیے تھی کہ بینک نے سوٹ شکایات میں الزام لگایا ہے کہ مدعا علیہان نے سوٹ میں مذکور بلوں کے تحت برآمد شدہ سامان کے لیے رقم ادھار لی تھی اور بلوں کے تحت قابل ادائیگی رقم غیر ملکی خریدار نے فریقین کے درمیان قرارداد کے تحت بینک کو ادا نہیں کی ہے اور اس لیے وہ بقایا ہیں۔ یہ میدانوں میں ظاہر کی گئی بنا نالش ہے۔ ظاہر ہے، اگر بنا نالش یہ سبب جے پور میں ٹریبونل کے قیام کے بعد پیدا ہوا ہوتا، تو اس صورت میں بینک کو ٹریبونل کے سامنے بقایا واجبات کی وصولی کے لیے درخواست دائر کرنے کی ضرورت ہوتی، نہ کہ سول کورٹ میں اور دفعہ 18 کے تحت بنائی گئی بار بھی لاگو ہوتی۔ چونکہ ٹریبونل کے قیام سے پہلے بینک کی طرف سے سوٹ دائر کیے گئے تھے اور جب ٹریبونل ایکٹ کے تحت قائم ہوا تو سول کورٹ میں زیر التوا تھے، اس لیے سیکشن 31 ان سوٹ پر لاگو ہوا اور انہیں ٹریبونل کے قیام کی تاریخ سے ٹریبونل میں منتقل کیا جانا چاہیے۔ ایکٹ کی دفعہ 31 یہ واضح کرتی ہے کہ منتقلی قانون کے عمل کی وجہ سے خودکار ہے اور اس لیے بینک کو واقعی درخواستیں دائر کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ان درخواستوں کو واقعی مقدمات کے ریکارڈ کو ٹریبونل کو بھیجنے کے لیے درخواستوں کے طور پر سمجھا جانا چاہیے تھا۔ ہماری رائے میں، ٹرائل کورٹ نے قانون کی صحیح پوزیشن کو صحیح طریقے سے سمجھا اور ان درخواستوں پر درست احکامات جاری کیے۔ عدالت عالیہ نے قانون کے بارے میں غلط نظریہ اختیار کیا اور ٹرائل کورٹ کے ذریعے منظور کردہ احکامات کو غلط طریقے سے کالعدم قرار دے دیا۔

عدالت عالیہ اس بات کی تعریف کرنے میں بھی ناکام رہی کہ جواب دہندگان کی طرف سے اٹھایا گیا دفاع پہلی نظر میں یہ ظاہر نہیں کرتا ہے کہ واجبات یا تو انشورنس کور/گارنٹی کے تحت یا دوسری صورت میں ادا کیے گئے تھے۔ جواب دہندگان کی طرف سے اٹھایا گیا دفاع یہ ہے کہ بیمہ کور/گارنٹی فراہم کرتی ہے کہ برآمد کنندہ کی طرف سے بیمہ شدہ کو سامان کی برآمد کے دستاویزات کی فراہمی جس کے لیے کریڈٹ دیا گیا ہے یا پیشگی رقم دی گئی ہے اسے برآمد کنندہ کی طرف سے بیمہ شدہ کو ادائیگی سمجھا جائے گا اور اس لیے جب جواب دہندگان نے برآمدی دستاویزات بینک کو پہنچائیں تو یہ سمجھا جانا چاہیے کہ انہوں نے بینک کو ان برآمدات کے تحت واجب الادا رقم ادا کی ہے۔ اس دفاع پر صرف یہ معلوم کرنے کے محدود مقصد کے لیے غور کیا جا سکتا ہے کہ آیا جواب دہندگان کی ذمہ داری ان تاریخوں پر برقرار تھی جن پر مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ بصورت دیگر، فورم کے دائرہ اختیار کا فیصلہ کرنے کے مقصد کے لیے اس کی کوئی مطابقت نہیں ہے۔ بیمہ/گارنٹی کا

معاہدہ برآمدات جمع اینڈ گارنٹی کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ اور اپیل کنندہ بینک کے درمیان ہے اور پہلی نظر میں مذکورہ بیمہ کور/گارنٹی میں مذکورہ بیمہ کور/گارنٹی کی مدت/شرط بیمہ کنندہ کے فائدے کے لیے ہے نہ کہ برآمد کنندہ کے فائدے کے لیے۔یعنی جواب دہندگان۔اگر ان اشیا کا غیر ملکی خریدار بینک کو ان اشیا کے سلسلے میں قابل ادائیگی رقم کی ادائیگی نہیں کرتا ہے تو یہ جواب دہندگان کو برآمدات کرنے کے مقصد سے ادھار لی گئی رقم کی ادائیگی کی ذمہ داری سے بری نہیں کرتا ہے۔اگرچہ بیمہ/گارنٹی کے تحت بیمہ کنندہ/ضامن ممکنہ طور پر بیمہ شدہ کو سامان کی برآمد کے دستاویزات فراہم کرنے والے برآمد کنندگان پر بیمہ شدہ کے لیے اپنی ذمہ داری سے فارغ ہو جائے گا،لیکن پہلی نظر میں،اصل مقروض اب بھی برقرار رہے گا۔اس طرح،یہاں تک کہ ذمہ داری کے لیے اس پیشگی شرط کو بھی قرض کہا جانا چاہیے جیسا کہ ایکٹ کے ذریعے تصور کیا گیا ہے کہ بینک کی طرف سے دائر کیے گئے مقدمات کو پورا کرنے کے بعد عدالت عالیہ کو قرضوں کی وصولی کے لیے کارروائی کے طور پر ماننا چاہیے تھا۔

اوپر بیان کردہ وجوہات کی بنا پر،ہمارا خیال ہے کہ عدالت عالیہ کا یہ مؤقف غلط تھا کہ بینک کی طرف سے کی گئی درخواستیں قبل از وقت تھیں اور جب تک عدالت یہ فیصلہ نہیں کرتی کہ رقوم ابھی بھی واجب الادا ہیں اور بینک کو قابل ادائیگی ہیں،انہیں قانون کے مطابق قرضوں کی وصولی کے لیے مقدمہ نہیں سمجھا جا سکتا اور اس لیے انہیں ٹریبونل میں منتقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔لہذا ہم ان اپیلوں کی اجازت دیتے ہیں،عدالت عالیہ کے ذریعے منظور کیے گئے فیصلے اور حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور ٹرائل کورٹ کے ذریعے منظور کیے گئے احکامات کو بحال کرتے ہیں۔

ایس۔وی۔کے۔ائی

اپیلوں کی منظوری دی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:56
I am the author of this document